تعزیتی بیان بر وفات

جناب مولانا عبد الخالق سنبھلیؒ

(استاذ دار العلوم دیوبند)

خطاب از

امیر ملت و نمونۂ اسلاف حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم

(مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند)

ضبط و ترتیب

مفتی محمد عرفان زمزم قاسمی

(ناظم مدرسہ اصلاح البنات، وکاس نگر، کاماریڈی)

رابطہ نمبر

9553863625, 7013202916

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

تعزیتی بیان بروفات
جناب مولانا عبدالخالق سنبھلیؒ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله أرسله بالحق بشيراً ونذيراً

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ,وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (۱)

تمہیدی گفتگو:

محترم علماء کرام، شرکاء بزم! دارالعلوم دیوبند کے لئے یہ سال مسلسل حادثات اور محرومی کا سال رہا ہے، آپ سب حضرات کو معلوم ہے کہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحبؒ گزشتہ سال ہم سے جدا ہو گئے، بہت بڑا حادثہ تھا، ابھی اس صدمہ کے اثرات باقی تھے کہ اس وبائی بیماری کے دور میں یکے بعد دیگرے چار بڑے اساتذہ کرام رخصت ہو گئے، حضرت مولانا نور عالم

(۱) الرحمٰن:۲۶،۲۷

صاحبؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ، حضرت قاری محمد عثمان صاحبؒ، اور فارسی درجہ کے استاذ مولانا محمد قاسم صاحبؒ، تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ یہ سارے اساتذہ کرام رخصت ہو گئے، اور ایسی فضا بن گئی کہ لگتا تھا جیسے مکھن اتار لیا جائے، دار العلوم کے طبقۂ اولیاء کے اساتذہ یکے بعد دیگرے جدا ہوتے چلے گئے۔

حضرت مولاناؒ حادثہ کا شکار:

حضرت مولانا عبد الخالق صاحب سنبھلیؒ اگر چہ سارے گزشتہ ایک حادثہ کے شکار ہو کر ان کے پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی، گر گئے تھے؛ لیکن اس پریشانی سے نکل چکے تھے، صحتیاب تھے، ماشاءاللہ دفتر میں بھی تشریف لاتے تھے، چونکہ اسباق کا سلسلہ بند تھا، لیکن باقی دلچسپیاں اور ان کی سرگرمیاں ان کی باقی تھیں کہ اچانک رمضان المبارک میں وہ بیمار ہو گئے، اس بیماری نے اتنا طول کھینچا کہ آخر کار وہ بھی تین دن پہلے جمعہ کے دن اس دنیا سے رخصت ہو گئے، دنیا میں جو بھی آیا ہے جانے کے لئے ہی آیا ہے، میں نے آیت پڑھی۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی تلقین:

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے موقع پر جو دعا تلقین فرمائی ہے، حدیث پاک کا واقعہ آتا ہے حضرت زینبؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی ہیں، ان کا شیر خوار بچہ بہت بیمار تھا، لگتا تھا کہ اس کا آخری وقت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ

---

(۱) الرحمٰن: ۲۶، ۲۷

تشریف لے آئیں، آپ نے یہی جملے ارشاد فرمائے جو دیا وہ بھی اللہ کا، جو لیا وہ بھی اللہ کا، ہر ایک کی اللہ کے یہاں ایک مدت متعین ہے، چاہیے یہ کہ زینب صبر کرے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھے؛ لیکن انہوں نے انتہائی اصرار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوبارہ بلایا اور آپ تشریف لے گئے، یہ جملہ ایک سنت بن گیا اور حادثہ کے وقت اس کو پڑھ کر اپنے ایمان اور عقیدے کا اظہار بھی کیا جاتا ہے، اور تسلی بھی حاصل کی جاتی ہے۔

حضرت مولاناؒ دارالعلوم کے مایہ ناز استاذ تھے:

حضرت مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلیؒ دارالعلوم کے ممتاز، اہم اساتذۂ کرام میں تھے، اگر چہ میرا ذمہ دار کی حیثیت سے اہتمام میں حاضر ہونا دس سال پہلے ہوا ہے، لیکن ۱۹۹۳ء سے برابر دارالعلوم میں حاضری ہوتی تھی، مولانا سے بھی ملاقات ہوتی تھی، ان کے اخلاق، ان کے برتاؤ، ان کے سلوک سے مستفید ہونے کا موقع بھی ملتا تھا، یہ دس سال کی ہم نشینی نے انتہائی قربت پیدا کردی تھی، دارالعلوم دیوبند میں بہت سے شعبہ ہیں، حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحبؒ نے سہولت کے لئے شعبوں کو تقسیم فرمادیا، کچھ شعبے اپنے پاس رکھے تھے، کچھ حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب کے پاس، کچھ حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی کے پاس، پھر جب حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب علیحدہ ہوگئے، تو ان کے شعبہ مولانا قاری عبدالخالق صاحب سنبھلی کے پاس آ گئے، جو نائب مہتمم کی حیثیت سے اہتمام میں تشریف لائے، ان شعبوں میں دارالاقامہ، مطبخ یہ دو شعبہ ایسے تھے جن کا تعلق طلبہ سے ہے، مساجد کی دیکھ ریکھ بھی مولانا سنبھلی سے ہی متعلق تھی، روزانہ کچھ نہ کچھ مسائل ان کے سامنے رہتے تھے، میں تھوڑے فاصلہ سے بیٹھا دیکھتا رہتا تھا، مولانا اتنی پست آواز سے، اتنا

صاحب معاملہ سے قریب ہو کر گفتگو فرماتے تھے کہ اکثر بات بھی نہیں پلے پڑتی تھی کہ کیا ہو رہی ہے، تھوڑی دیر میں مسئلہ حل ہو جاتا تھا، مولانا کی اس خوبی کا تذکرہ تمام حضرات اپنے تاثرات کے اندر کر رہے ہیں، میں نے بھی یہ تعزیتی مجلس کے اندر بیان کیا تھا کہ ان کی نرم گفتاری اور ان کا جو تواضع اور انکسار کا انداز تھا وہ بے مثال تھا، اگر کبھی ناراضگی کا بھی اظہار کرنا ہوتا تو لہجہ اور الفاظ کا استعمال ایسا ہوتا کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ مولانا کسی بات پر اپنی ناگواری اظہار کر رہے ہیں۔

حضرت مولاناؒ سے رابطہ:

ایک بات جو خاص دیکھی، جو ابھی تھوڑی دیر پہلے مولانا عبداللہ صاحب نے گفتگو میں کہی ہے کہ تلامذہ اور فضلاء کے ساتھ مولانا کا رابطہ ہمیشہ رہا، دارالعلوم میں جن حضرات کو کسی شعبہ میں مزدور کی ضرورت ہوتی تھی، تو وہ مولانا سنبھلی سے رابطہ کرتا تھا، چاہے تجوید کے لئے استاذ کی ضرورت ہو، چاہے آدمی پڑھانے کے لئے ضرورت ہو، تو مولانا کا رابطہ رہتا تھا اپنے فضلاء سے، اپنے تلامذہ سے، ان کو یہ پتہ رہتا تھا کون فارغ کہاں پر ہے، مناسب اثرات کی وہ نشان دہی کرتے تھے، اسی لئے دو طرح کے رابطہ مولانا کے پاس مسلسل رہتے تھے، اور جن لوگوں کو کام کرنے کے لئے اساتذہ کی ضرورت ہوتی تھی وہ بھی رابطہ میں رہتے تھے، اکثر دونوں اپنے دونوں مقصد کے اندر کامیابی ملتی تھی۔

حضرت مولاناؒ کی خصوصیات:

اسی طرح مولانا کی دو خصوصیتیں میں نے دیکھی تھیں، ایک تو یہ کہ ملک کے اندر اطراف میں اور دور دراز کے مدرسوں کے مولانا سرپرست تھے، یہ ان کی رکنیت دلچسپی کے ساتھ

تھی، سرپرستی دلچسپی کے ساتھ تھی، بہت سی جگہ میٹنگوں میں تشریف لیجاتے تھے، بڑے مدرسوں میں، مدرسہ خادم الاسلام ہاپوڑ، اسی طریقہ سے مولانا سے لوگ اپنے ذاتی معاملات کے اندر بھی مشورہ لیتے رہتے تھے۔

دوسری خصوصیت یہ دیکھی کہ اپنے مدرسوں میں جلسوں کے لئے، کسی پروگرام کے لئے جو لوگ آتے تھے بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ وہ خالی ہاتھ جاتے تھے، مولانا ترتیب بناکر ان کے یہاں جانے کا نظام بناتے، بہت مرتبہ ایسا ہوا کہ کوئی میرے پاس آیا میں نے اپنی وصیت کی وجہ سے معذرت کردی، اور میں نے کہا مولانا سے بات کرلو، وہ وہاں پہنچا اس نے بات چیت کی اور مولانا نے اس کو کوئی تاریخ دیدی، یعنی دل توڑنا نہیں جانتے تھے، حتی الامکان دوسروں کا دل رکھ رلینا، ان کی مدد کردینا، ان کی مراد پوری کردینا یہ مولانا کا مزاج تھا، بذلہ سنجی، ظرافت مزاجی ان کے اندر ان کے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

یہاں کے درجہ ابتدائی کے اکثر اساتذہ ان کے تلامذہ ہیں؛ لیکن اب جبکہ وہ مدرس ہیں، ان کے ساتھ بے تکلفی کا معاملہ فرماتے تھے، لطائف بھی سناتے تھے، واقعات بھی سناتے تھے، اور دوسروں کے ساتھ بھی شریک ہوتے تھے، علمی اعتبار سے مولانا کا جو مقام تھا، بہر حال وہ اہل علم جانتے ہیں۔

مولانا عبد المعد صاحب نے جو سنبھل کے رہنے والے ہیں انہوں نے جو سنبھل کی تاریخ لکھی، اس میں مولانا کے تعلیمی حالات لکھے ہیں، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم ہی کے زمانہ میں مولانا یہاں انتہائی ممتاز تھے دورہ کے سال، دورہ میں تیسری پوزیشن لائے تھے، فراغت کے بعد دسویں سال دار العلوم کے اندر مدرس کی حیثیت سے تشریف لے

آئے، ہمیشہ نمایاں اور اہم اساتذہ کے اندر تھے، یہ تو مولانا سے متعلق بات ہوئی۔

مجموعی طور سے دیکھا جائے تو دارالعلوم اس وقت افراد کے اعتبار سے بڑے مسائل سے دو چار ہے، درجہ علیا کے اہم اساتذہ ہمارے درمیان سے رخصت ہو گئے، یہ بھی ٹھیک ہے کہ بڑوں کے جانے سے چھوٹوں کو بڑا بننا پڑتا ہے؛ لیکن جو امتیازات تھے، اچھا عجیب بات ہے، ہر استاذ کسی نہ کسی اعتبار سے ایسے نمایاں ہیں کہ ہر ایک کی نگاہ اسی کے اوپر پڑتی تھی، مولانا نور عالم صاحب اپنے عربی ادب کے اعتبار سے انتہائی ممتاز حیثیت کے حامل تھے، مولانا حبیب الرحمن صاحب اپنے تحقیقی مزاج، اسماء الرجال، حدیث کے سلسلہ سے ممتاز تھے۔

حضرت قاری عثمان صاحبؒ کی خصوصیات:

حضرت قاری محمد عثمان صاحبؒ اعلیٰ درجہ کے استاذ بھی تھے؛ لیکن اپنی جوانی کی خصوصیات تھی، تحفظ ختم نبوت ہے، مکاتب کا نظام ہے، اسی طرح محاضرات کا سلسلہ ہے، دفتر اہتمام کے اندر نیابت اہتمام بلکہ وہاں بھی مہتمم کی حیثیت سنبھالنے کا معاملہ ہے، تمام کے تمام شعبہ جات کو دیکھنا، اور سب کو یکساں دلچسپی کے ساتھ انجام دینا، کسی کثرت کار سے نہ گھبرانہ یہ مولانا قاری محمد عثمان کی خصوصیت تھی۔

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ جتنے جانے والے حضرات تھے، وہ سب اپنی اپنی خصوصیات کے ساتھ رخصت ہوئے ہیں، ہر ایک ان کو ان کی خصوصیات کے سلسلہ سے یاد کرتا ہے، مجموعی طور سے یہ بہت بڑا خسارہ ہے اور نقصان ہے، اللہ تعالی ہی نظام کو چلانے والے ہیں، اللہ تعالی دارالعلوم کو ان اکابر کا نعم البدل عطا فرمائے، بزرگوں کی امانت جو آج ہم جیسے ناکاروں کے

حوالہ ہے اللہ تعالی اس نظام کو خوشنودی کے ساتھ چلانے کی توفیق عطا فرمائے، تعلیم کا سلسلہ جو یہاں بند ہے خوشنودی کے ساتھ وہ جاری ہو جائے، ایک سال سے زیادہ تعطل کا دور گزرا ہے، اس سے ہم سب کو نجات ملے، میں اپنے تمام ان سامعین کو جو اکثر حضرت مولانا عبد الخالق سنبھلیؒ کے تلامذہ ہیں ان سب کو اور خود اپنے آپ کو تعزیت پیش کرتا ہوں، اللہ اس صدمہ کی گھڑی میں ہمیں صبر و سکون نصیب فرمائے، حضرت کی روح کو سکون نصیب فرمائے، ان کے تمام صاحبزادوں کو، اہل خاندان کو، تمام متعلقین کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین